قاتل کون؟

مولانا محمد ازہر

جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی کا شمار ہمارے ملک کے ان چند بڑے اداروں میں ہوتا ہے جس کے ممتاز نظام تعلیم وتربیت کی وجہ سے اسے پورے ملک میں اعتماد واستناد اور محبت وعقیدت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، اس کے بانی، شیخ الحدیث اور مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان حفظہ اللہ کا ذوق علم وتدریس اور فنائیت فی العلم دیگر اہل علم کے لئے قابل تقلید ہے۔ حضرت مفتی صاحب بعض عوارض کے باوجود بخاری شریف کامل، ترمذی شریف جلد اول اور ہدایہ ثالث جیسی بلند پایہ دقیق علمی کتب خود پڑھاتے ہیں، اس کے علاوہ جامعہ کے تعلیمی معیار اور اساتذہ کی تدریس کی براہ راست خود نگرانی فرماتے ہیں۔ جامعہ احسن العلوم میں کسی ضعیف الاستعداد یا متساہل مدرس کا مسند تدریس پر برقرار رہنا تقریباً ناممکنات میں سے ہے، اسی طرح اساتذہ وطلبہ کی درس گاہوں میں بروقت حاضری بھی ضروری ہے۔ دراصل حضرت مفتی صاحب کا مزاج یہ ہے کہ جو طلبہ تحصیل علم کے لئے جامعہ احسن العلوم میں آئیں، ان کا ایک لحہ بھی ضائع نہ ہو، فرائض کی ادائیگی اور ضروری حوائج بشریہ کے بعد ان کا ہر لحہ درس وتدریس کے لئے وقف ہے۔

اس خالص علمی مزاج اور معیاری تعلیم وتربیت کے حامل ادارے کے چھ بے قصور طلبہ کو دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا، ان شہداء میں تین طلبہ دورۂ حدیث میں تھے اور یہ سال ان کا آخری تعلیمی سال تھا، ان کے والدین اور اعزہ واقارب آنکھوں میں امیدوں کے چراغ جلائے اس دن کے منتظر تھے، جب ان کے لخت جگر اساتذہ کرام سے سند اعتماد ودستار فضیلت پا کر والدین کی روحانی مسرتوں میں اضافہ کرتے لیکن ظالم وبے رحم دہشت گردوں نے والدین سے ان کی خوشیاں چھین لیں اور چھ کڑیل جوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، اسی دن شہر میں فائرنگ کے مختلف واقعات میں کل 22 افراد قتل کئے گئے، ان سب کا صدمہ پوری قوم کا صدمہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کراچی اس وقت انسانی جان ومال کے لئے وزیرستان سے زیادہ خطرناک بن چکا ہے، دہشت گردی کے واقعات اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں، مگر ہمارے ''دانشور'' اور ''اہل بصیرت'' کراچی کی بجائے وزیرستان میں آپریشن کا مطالبہ کرتے ہیں، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ امریکا بہادر بھی یہی چاہتا ہے، ان دانشوروں کی بے تابی اور بے صبری کا یہ عالم سب نے دیکھا کہ ادھر سوات کی ایک طالبہ پر فائرنگ کی خبر آئی، ادھر ان کا یہ مطالبہ ٹی وی پر آ گیا کہ وزیرستان پر حملہ کردیا جائے، سوات کی طالبہ پر حملہ ہوا، اس کا صدمہ ہر اس شخص کو ہوا، جو صاحب اولاد ہے، بالخصوص کسی بچی کا باپ ہے، لیکن جب قتل وغارت اور دہشت وسفاکیت کے عفریت امریکا نے اس واقعہ کی منافقانہ تشہیر کی تو ملک کے تمام اداروں نے اپنی خدمات سوات کی طالبہ کے لئے وقف کردیں۔ بارک اوباما، ہلیری کلنٹن، اقوام متحدہ کے جنرل سیکریٹری اور چھوٹی بڑی این جی اوز اس کے غم میں گھلے جارہے تھے، حالاں کہ یہ سب وہ ہیں جن کے حکم سے روزانہ ایسی کئی بچیاں موت کی آغوش میں چلی جاتی ہیں، اسی واقعہ کے دو روز بعد امریکا نے ایک مدرسے پر ڈرون حملہ کیا، ایک درجن سے زائد معصوم بچوں کو شہید کردیا، لیکن ہمارے دانشوروں نے ان معصوم طلبہ اور ان کے والدین کے ساتھ اظہار ہمدردی تو کجا، ان کا تذکرہ بھی گوارا نہیں کیا، وجہ یہ تھی کہ انہیں امریکا نے مارا تھا یا پھر یہ اس قوم کے بچے ہی نہیں تھے، کسی اور قوم کے تھے۔

جامعہ احسن العلوم کراچی کے طلبہ بھی سوات کی طالبہ کی طرح علم کی علامت تھے، بلکہ اس سے بڑھ کر کہ وہ اس علم کو حاصل کررہے تھے، جس کا سلسلہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملتا ہے اور جسے زبان نبوت سے ''علم'' کہا گیا۔

جامعہ احسن العلوم کے طلبہ کی اس اندوہ ناک شہادت سے پہلے کراچی ہی میں جامعہ دارالعلوم کراچی اور اشرف المدارس پر چھاپے مار کر عالم اسلام کی ان قابل فخر درس گاہوں کے تقدس کو پامال کیا گیا، دارالعلوم کراچی پر رینجرز کے چھاپے پر پورے ملک کے دینی حلقوں نے شدید احتجاج کیا، واقعہ کی غیر معمولی شدت کی وجہ سے وزیراعظم پاکستان نے دارالعلوم کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی کو فون کرکے معذرت اور اظہار افسوس کیا، لیکن اس سانحہ کے تین ماہ بعد جامعہ اشرف المدارس میں وہی کھیل پھر کھیلا گیا، سوال یہ ہے کہ وہ کون سی ایجنسیاں ہیں جن کی مخبری پر عقل ودانش کے تمام قرینوں کو پس پشت ڈال کر دینی اداروں کے تقدس کو پامال کیا جاتا ہے اور طلبہ وعلماء کو ہراساں کیا جاتا ہے، آخر اہل مدارس اور دینی حلقے کب تک خاموش رہیں گے اور صرف قرارداد مذمت پاس کرنے پر اکتفا کریں گے؟

جامعہ احسن العلوم کے سانحہ کے بعد وفاق المدارس العربیہ کے قائدین اور جامعہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان کے اخباری بیانات سے محسوس ہوتا ہے کہ اب دینی حلقوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا

ہے، اسی لئے وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری نے کہا ہے کہ اب پانی سر سے گزر چکا ہے، بیانات بہت ہو گئے ہیں، اب ہم اقدامات کریں گے، ہمارے صبر اور امن پسندی کو کمزوری نہ سمجھا جائے اور اس حد تک دیوار کے ساتھ نہ لگایا جائے کہ ہم راست اقدام پر مجبور ہو جائیں، مدارس پر پولیس اور رینجرز کے حملوں اور طلبہ کی شہادت کے لئے مذمت کا لفظ کم ہے، یہ حملے پولیس اور ریاستی اداروں کی دہشت گردی ہے، ملک اور اسلام کے دشمنوں کی ایما پر محبت اور امن کا درس دینے والوں کے ساتھ دشمنی کا مظاہرہ کیا گیا، کراچی میں بالخصوص دینی مدارس، علماء، طلبہ اور ملک کی نظریاتی سرحدوں کے محافظین کو چن چن کر قتل کیا جا رہا ہے، دینی مدارس اور علماء اسلام اور پاکستان کے پہرے دار ہیں اور وفاق المدارس ان کا پہرے دار ہے۔ جامعہ احسن العلوم کے مہتمم مولانا مفتی محمد زرولی خان نے اسے دشمنوں کا منصوبہ قرار دیا اور کہا کہ ہم لڑنا نہیں چاہتے لیکن مدارس کی حفاظت کے لئے ہماری جانیں بھی حاضر ہیں۔

علمائے کرام کے ان بیانات کے ایک ایک لفظ سے ان کا صدمہ اور غصہ عیاں ہے، وہ لہجے کی اس تلخی میں حق بجانب ہیں، اس لئے کہ حکومتی نااہلی، ریاست کی بے تدبیری اور سیاسی بے رحمی نے کراچی کو ایسا شہر بنا دیا ہے، جہاں موت مسلسل رقص کرتی ہے، بالخصوص اہل علم کی شہادتوں کا تسلسل اس امر کا غماز ہے کہ سوچی سمجھی سازش اور منصوبے کے تحت مسلمانوں کو علماء کی قیادت سے محروم کیا جا رہا ہے، دینی مدارس علماء ساز ادارے ہیں، جہاں سے اسلام، قرآن اور حدیث کی خدمت اور نشر و اشاعت کے لئے زندگی وقف کرنے والے نکلتے ہیں، یہ چیز اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے لئے بے چینی اور انتقام کا سبب ہے۔

سانحہ احسن العلوم پر حسب روایت وزیر اعظم جناب راجہ پرویز اشرف نے حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان سے اظہار افسوس کیا اور مجرموں کو گرفتار کرنے کی یقین دہانی کرائی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر حکومت کراچی میں امن و امان قائم کرنے میں مخلص ہے تو اسے سیاسی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر ان جرائم پیشہ گروہوں کے خلاف قدم اٹھانا چاہئے، جنہیں بعض جماعتوں کی سیاسی حمایت حاصل ہے، کراچی کے حالات سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں امن و امان قائم کرنا صوبائی حکومت کے بس میں نہیں رہا، اس کے لئے وفاقی حکومت کو متحرک ہونا چاہئے، وزیر اعظم کا مذکورہ بالا سانحہ پر اظہار افسوس اگر دفع الوقتی نہیں، تو انہیں کراچی میں امن کے لئے قومی کانفرنس بلانی چاہئے اور قومی اتفاق رائے سے کراچی میں امن کے لئے موثر اور قابل عمل تجاویز کو عملی جامہ پہنانا چاہئے۔

☆......☆......☆